

شعبہ تعلیم: الجنة امام اللہ برطانیہ

حصہ تعلیمی نصاب برائے مہینہ جون 2023

سبق کے مقاصد:

* حصہ تاریخ اسلام میں سے واقعات پر تبصرہ کریں۔

* خطبہ جمعہ سے تاریخ احمدیت کے اہم واقعات کو سمجھنا۔

تاریخ اسلام :

سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنف حضرت مرا بشیر احمد صاحب ایم اے (جلد دوسم، حصہ نهم)

مدنی زندگی کے پہلے دور کا خاتمہ اور اسلامی طریق حکومت (صفحہ 723-746)

اسلامی اطاعت کا معیار

لیکن چونکہ اسلام فتنوں کے سد باب اور امن کے قیام کا نہایت زبردست حامی ہے آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ خروج عن الطاعۃ اور عزل کا سوال سوائے انتہائی حالات کے نہیں اٹھنا چاہئے اور لوگوں کے لئے لازم ہے کہ حتی الوضع اپنے امیر کی فرمانبرداری اور اطاعت کے طریق سے خارج ہونے کا خیال دل میں نہ لائیں۔۔۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے ۔۔۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے مشہور صحابی عبادۃ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت میں یہ اقرار لیا کرتے تھے کہ ہم ہر حال میں اپنے امیر کی اطاعت کریں گے۔ عسر اور یسر میں۔ پسندیدگی کی حالت میں اور ناپسندیدگی کی حالت میں خواہ ہمارے حقوق ہمیں ملیں یا ہم سے چھینے جائیں اور یہ کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے امیروں کے ساتھ امارت کے معاملہ میں تنازع نہیں کریں گے۔۔۔ اس حدیث میں جو کفر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے صرف عقیدہ کا کفر مراد نہیں ہے بلکہ قانون سیاست اور قانون شریعت کے کسی اصل الاصول کا توڑنا مراد ہے۔۔۔ مگر امیر کے خلاف سراٹھانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ کفر بالکل صریح اور کھلا کھلا ہو۔۔۔ اور اس کی امارت اس حد تک خطرناک صورت اختیار کر لے کہ اسکے توڑنے کے لئے ملک کے امن اور قوم کے اتحاد تک کو خطرے میں ڈالنا ضروری ہو جاوے۔

عزل کی کوشش حکومت کے اندر رہتے ہوئے جائز نہیں

لیکن اس حالت میں بھی اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ امیر کی مملکت میں رہتے ہوئے اور اس کی اطاعت کا جواہ پنی گردان پر رکھتے ہوئے اس کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا جاوے۔۔۔ چنانچہ اس قسم کے انتہائی حالات میں اسلامی طریق یہ ہے کہ جو لوگ امیر کی حکومت کو از بس خطرناک سمجھیں نہیں چاہئے کہ اس کی مملکت سے نکل جائیں اور مملکت سے نکل جانے کے بعد اگر ضروری اور مناسب خیال کریں تو اس کے عزل کے لئے ساعی ہوں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی بحیرت بھی اسی اصل کے ماتحت وقوع میں آئی تھی کہ آپ نے ملک کی حکومت کے مظالم اور مذہبی دست درازیوں سے تنگ آ کر بالآخر و ساء قریش کی حکومت سے خروج کا طریق اختیار کیا تھا۔۔۔

کیا امارت کا حق صرف قریش کے ساتھ مخصوص ہے؟

-- بعض احادیث میں یہ مذکور ہوا ہے کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے جس سے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا خلیفہ یا امیر کے لئے قریشی ہونا ضروری ہے گریخیاں بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ پہلی دلیل جو اس خیال کو غلط ثابت کرتی ہے یہ ہے کہ اسلام میں اصولاً قومی یا نسلی خصوصیات کو دینی یا سیاسی حقوق کی بنیاد نہیں تسلیم کیا گیا۔-- حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں یعنی حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ اے مسلمانو! اگر تم پر ایک عبشي غلام بھی امیر بنادیا جاوے تو تمہارا فرض ہے کہ اس کی اطاعت کرو۔--

اب رہا یہ سوال کہ پھر ان احادیث کا کیا مطلب ہے جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خلفاء اور ائمہ قریش میں سے ہوں گے۔ سوانح احادیث پر ایک ادنیٰ تدبیر بھی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ یہ ایک پیشگوئی تھی نہ کہ حکم یا سفارش۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ اور بہت سی باتوں کا اظہار فرمایا تھا جو آئندہ ہونے والی تھیں اسی طرح جو خلفاء آپ کے بعد ہونے والے تھے ان کے متعلق آپ کو علم دیا گیا تھا کہ وہ قبیلہ قریش میں سے ہوں گے۔--

چنانچہ اگر ایک طرف آنحضرت ﷺ کا یہ قول مردی ہوا ہے کہ میرے بعد خلفاء و آئمہ اسلام قریش میں سے ہوں گے تو دوسری طرف آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بالآخر قریش حکومت کی اہلیت کو کھو بیٹھیں گے اور اسلام کی حکومت کو تباہ بر باد کرنے کا موجب بن جائیں گے چنانچہ حدیث میں آتا ہے:-- کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میری امت کی تباہی بالآخر قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔-- الغرض یہ بات درست نہیں ہے کہ اسلام نے حکومت کے حق کو کسی خاص خاندان یا قوم کے ساتھ محدود کر دیا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ اسلام میں حکومت انتخاب سے قائم ہوتی ہے اور انتخاب میں ہر شخص کے لئے دروازہ کھلارکھا گیا ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات

-- اس تعلیم کا ذکر کرنا بھی بے موقع نہ ہوگا جو اسلام نے غیر مسلم حکومتوں یا اسلامی حکومت کے اندر کی غیر مسلم رعایا کے ساتھ معاملہ کرنے کے بارے میں دی ہے۔ سواس معاملہ میں اسلام سب سے پہلے تو یہ اصول بیان کرتا ہے کہ عدل و انصاف کا معیار سب قوموں کے ساتھ ایک سا ہونا چاہئے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے اپنوں کے ساتھ تو عدل و انصاف کا معاملہ کیا جاوے اور جب دوسروں کا سوال ہو تو اس اصول کو سمجھلا دیا جاوے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سورۃ المائدہ۔ آیت ۹ یعنی "اے مسلمانو! تم خدا کی خاطر دنیا میں نیکی اور عدل کے قائم کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور چاہئے کہ کسی قوم کی مخالفت تمہیں عدل و انصاف کے راستے سے نہ ہٹائے بلکہ تم سب کے ساتھ عدل کا معاملہ کرو۔ کیونکہ یہی طریق تقویٰ کا تقاضا ہے۔ پس تم متقی بنو اور یاد رکھو کہ خدا تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔"

-- اس جامع و مانع اصول کے بعد اسلام معاہدہ کے سوال کو لیتا ہے کیونکہ بین الاقوام تعلقات میں یہی سوال سب سے زیادہ اہم ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۵۔ یعنی "اے مسلمانو! تم اپنے تمام عہدوں کو پورا کرو کیونکہ خدا کے حضور تمہیں اپنے عہدوں کے متعلق جواب دیہ ہونا پڑے گا۔" اس حکم کے ماتحت مسلمانوں کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے معاهدات کو نہایت وفاداری اور دیانت کے ساتھ نجھائیں اور کسی ایسے فعل کے مرتكب نہ ہوں جو ان کے عہدو پیمان کی روح یا الفاظ کے خلاف ہو۔

مذہبی رواداری

مذہبی آزادی اور دینی رواداری کے متعلق۔۔۔ قرآن شریف نے اپنی متعدد آیات میں اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ دین کا معاملہ ہر شخص کی ضمیر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ پس دین میں قطعاً کسی قسم کا جبرا کراہ نہیں ہونا چاہئے۔

جزیہ کا مسئلہ

جزیہ کا مسئلہ بعض لوگوں کو قبل اعتراض نظر آتا ہے حالانکہ وہ محسن ایک ٹیکس تھا جو نظام حکومت کے چلانے کے لئے غیر مسلم رعایا سے لیا جاتا تھا۔۔۔ دراصل اسلام میں ٹیکس کے معاملہ کوتین شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

اول وہ ٹیکس جو صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص تھے مثلاً زکوٰۃ۔ دوم وہ ٹیکس جو صرف غیر مسلموں کے ساتھ خاص تھے مثلاً جزیہ۔ سوم مشترک ٹیکس جو حسب حالات سب پر لگائے جاسکتے تھے مثلاً زین میں کامالیہ۔۔۔

یہ خفیف ٹیکس بھی ساری غیر مسلم آبادی پر نہیں لگایا جاتا تھا بلکہ مندرجہ ذیل اقسام کے لوگ اس سے مستثنی تھے۔

۱۔ تمام وہ لوگ جو مذہب کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتے تھے۔

۲۔ تمام عورتیں اور بچے۔

۳۔ تمام بُڑھے اور عمر لوگ جو کام کے ناقابل تھے۔

۴۔ تمام ناپینا لوگ اور اسی قسم کے دوسرا معدود لوگ جو کوئی کام نہ کر سکتے تھے۔

۵۔ تمام مساکین اور غرباء جن کی مالی حالت جزیہ کی ادائیگی کے قابل نہیں۔

جزیہ کی تحصیل میں یہ اصول مدنظر رکھے جاتے تھے۔

(الف) جزیہ دینے والے کو اختیار تھا کہ خواہ نقد ادا کرے یا اس کی قیمت کے اندازے پر کوئی چیز دے دے۔

(ب) جزیہ کی وصولی کے متعلق تاکیدی حکم تھا کہ اس معاملہ میں کسی قسم کی سختی سے کام نہ لیا جاوے اور بالخصوص بدنسزا میں منع کیا گیا تھا۔

(ج) اگر کوئی شخص ایسی حالت میں مر جاتا تھا کہ اس کے ذمہ جزیہ کی کوئی رقم واجب الادا ہوتی تھی تو وہ معاف کر دی جاتی تھی اور مرنے والے کے ورثاء اور ترکہ کو اس کا ذمہ وار نہیں قرار دیا جاتا تھا۔

عام سلوک اور سیاسی تعلقات

عام سلوک اور سیاسی تعلقات کے معاملہ میں بھی اسلام نے ایسا نمونہ قائم کیا جس کی مثال کسی دوسری قوم میں نہیں ملتی۔۔۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب شام فتح ہوا تو معاهدہ کی رو سے مسلمانوں نے شام کی عیسائی آبادی سے ٹیکس وغیرہ وصول کیا۔ لیکن اس کے تھوڑے عرصہ بعد رومی سلطنت کی طرف سے پھر جنگ کا اندیشہ پیدا ہو گیا جس پر شام کے اسلامی امیر حضرت ابو عبیدہؓ نے تمام وصول شدہ ٹیکس عیسائی آبادی کو واپس کر دیا اور کہا کہ جب جنگ کی وجہ سے ہم تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتے تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ یہ ٹیکس اپنے

پاس رکھیں۔۔۔

عدل و انصاف

محکمہ قضا و عدالت میں مسلم اور غیر مسلم رعایا کے حقوق قانونی رنگ میں تو مساوی تھے مگر عملاً بھی انصاف کا ترازو کسی طرف جھکنے نہیں پاتا تھا

غیریب ذمیوں کی امداد

اسلامی حکومت میں غریب اور نادار غیر مسلم رعایا کی مالی امداد کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔۔۔ ذمیوں کی امداد تو الگ رہی اسلام میں حربی دشمنوں کی امداد کی مثالیں بھی مفقود نہیں ہیں چنانچہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ جب 5 ہجری میں مکہ میں قحط پڑا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے پاس سے مکہ والوں کی امداد کے لئے کچھ چاندی بھجوائی حالانکہ ابھی تک قریش مکہ اسلام کے خلاف برس پکار تھے۔

احساسات کا احترام

جدبات و احساسات کا رشتہ نہایت نازک ہوتا ہے اور فتح اور غالب اقوام عموماً اس معاملہ میں بہت بے اعتمانی دکھاتی ہیں کیونکہ اس کا دار و مدار کسی قانون پر نہیں ہوتا بلکہ اس کی روح پر ہوتا ہے جو قلوب میں مخنی ہوتی ہیں اور جس پر کوئی مادی قانون حکومت نہیں کر سکتا۔ مگر آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ اپنے غلبہ اور حکومت کے زمانہ میں بھی غیر مسلموں کے احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔

دوسری اقوام کے مذہبی بزرگوں کا احترام

بین الاقوام مناقشات کی تھیں میں بیشتر طور پر یہ جذبہ کام کرتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کے مذہبی پیشواؤں کا احترام نہیں کرتی۔۔۔ اس معاملہ میں اسلام یہ تعلیم پیش کرتا ہے کہ خدا کسی ایک قوم یا ایک ملک کا خدا نہیں بلکہ وہ ساری دنیا کا خدا ہے پس جس طرح اس نے دنیا کی جسمانی زندگی کے لئے ایسے سامان پیدا کئے ہیں جو کسی ایک قوم کے ساتھ خاص نہیں۔ اسی طرح اس کی ازلی رحمت نے دنیا کی روحانی زندگی کے لئے بھی سب کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا ہے۔

تاریخ احمدیت : براہ کرم نوٹ کریں کہ مکمل طور پر سمجھنے اور مکمل فائدہ حاصل کرنے کے لئے آپ خطبہ جمعہ سنے۔

سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق حضرت مصلح موعودؒ کے بیان فرمودہ بعض واقعات

ذرائع: / www.alislam.org/urdu/khutba/2015-03-13/

خطبہ جمعہ 13 مارچ 2015ء فرمودہ حضرت مزام سرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت مصلح موعودؒ کے بیان فرمودہ متفرق واقعات

ذرائع: / www.alislam.org/urdu/khutba/2015-03-27/

خطبہ جمعہ 27 مارچ 2015ء فرمودہ حضرت مزام سرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز